Preserving Global Peace and Navigating Ethical Crises in the Age of Artificial Intelligence: A Contemporary Study of Ada Jafri's Poetic Vision"

مصنوعی ذہانت کے دور میں بقائے امن اور اخلاقی بحران: ادا جعفری کے شعری وژن کا معاصرانہ مطالعہ

Mehreen Jahangeer *1
Lecturer, Department of Urdu, GSCWU, Bahawalpur.
Dr .Asma Rani *2
Associate Professor, Department Of Urdu,GSCWU, Bahawalpur.

مہرین جہانگیر☆1
لیکچرار اردو، گورنمنٹ صادق کالج وومن یونی ورسٹی، بہاول پور
ڈاکٹر عاصمہ رانی☆2
ایسوسی ایٹ پروفیسر اردو، گورنمنٹ صادق کالج وومن یونی ورسٹی، بہاول پور

Correspondance:urdu@gscwu.edu.pk

eISSN:**3005-3757**
pISSN: **3005-3765**

Received: 26-07-2026
Accepted:30-09-2026
Online:30-09-2026

Copyright:© 2026 by the authors. This is an access-openarticle distributed under the terms and conditions of the Creative Common Attribution (CC BY) license

ABSTRACT: In the contemporary era, the rapid advancement of Artificial Intelligence (AI) has undoubtedly provided immense convenience to human life. However, it has simultaneously posed unprecedented challenges to global peace, the preservation of human existence, and core ethical values. The current dominance of machines and algorithms risks reducing human emotions to cold detachment and alienation. This research primarily aims to explore solutions to this modern technological crisis through the lens of the renowned poetess Ada Jafri's poetic vision. This paper demonstrates that while Artificial Intelligence is confined to purely rational, computational, and technical processing utterly lacking emotional depth—Ada Jafri's poetry strongly advocates for human intelligence and profound ethical consciousness. Jafri's poetic universe establishes a balanced connection between the individual and society. This

connection relies not on material progress, but on universal principles such as respect, tolerance, forbearance, and justice. Her stylistic canvas addresses humanity on a global scale, offering a narrative of human empathy as an antidote to mechanized indifference. Ultimately, this study proves that Ada Jafri's moral and intellectual vision serves as a vital safeguard to prevent humanity from turning into mere 'robots' in this digital age. By synthesizing literature with contemporary technical and existential threats, this paper offers a unique and highly relevant modern critique.

KEYWORDS:
Artificial Intelligence, Ada Jafri, Global Peace, Ethical Consciousness, Human Intelligence, Preservation of Life.

اکیسویں صدی میں مصنوعی ذہانت محض ایک تکنیکی اختراع نہیں رہی بلکہ انسانی فکر، ابلاغ، تعلیم، معشیت، سیاست، ثقافت اور سماجی تعلقات کی تشکیل نو کا ایک مؤثر وسیلہ بن چکی ہے۔ مصنوعی ذہانت نے جہاں انسان کی زندگی سہل، تیز تر اور نئے امکانات سے دوچار کی ہے وہیں اس نے سچ، جھوٹ کے امتیازات و انسانی آزادی، رازداری، مساوات ثقافتی شناخت، تخلیقی ملکیت اور اخلاقی ذمہ داری جیسے بنیادی سوالات کو بھی پہلے سے زیادہ پیچیدہ بنا دیا ہے۔ بالخصوص جنریٹو اے آئی کے عہد میں مصنوعی ذہانت مصنوعی طور پر تیار کردہ متن، تصویر، آواز اور بیانیے نے یہ سوال پیدا کیا ہے کہ اگر معلومات کی تخلیق آسان ہو جائے مگر اخلاقی بصیرت کمزور پڑ جائے تو انسانی معاشرہ کس سمت جائے گا۔ باقر نقوی لکھتے ہیں:

> "یہ الف لیلیٰ کی داستان نہیں ہے بلکہ ایک ایسی حقیقت کا بیان ہے جو ہماری
> تہذیب کے دروازے پر دستک دے رہی ہے۔ اس میں اب کوئی شبہ نہیں
> کہ اکیسویں صدی کے ابتدائی عرصے میں وقت بھی آتا دکھائی دیتا ہے جب
> مشینوں کی ذہانت انسان کی ذہانت سے آگے نکل جائے گی۔"(1)

اس مقالے کے ذریعے چند بنیادی سوالات کو اُردو کی اہم شاعرہ ادا جعفری کے شعری ورثے کے تناظر میں زیر بحث لاکر سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ادا جعفری کی شاعری براہ راست مصنوعی ذہانت کے عہد سے متعلق نہیں لیکن ان کے ہاں، انسانی وقار، باطن کی سچائی، رشتوں کی معنویت، عورت کی خود آگاہی، دکھ تنہائی امید ذمہ داری اور اجتماعی انسانی اساس کے جو تصورات موجود ہیں وہ موجودہ تکنیکی عہد کے اخلاقی بحران کو سمجھنے کے لیے اہم فکری حوالہ فراہم کرتے ہیں۔ اس

مطالعے کا بنیادی مقدمہ یہ ہے کہ مصنوعی ذہانت کی اخلاقیات صرف الگورتھم ڈیٹا اور قوانین کا مسئلہ نہیں بلکہ بنیادی طور پر انسانی اخلاقیات کا مسئلہ ہے۔ اگر انسان کے پاس اخلاقی بصیرت، ذمہ داری اور دوسرے انسان کے دکھ کو محسوس کرنے کی صلاحیت موجود نہ ہو تو انتہائی ترقی یافتہ ٹیکنالوجی بھی امن کے بجائے انتشار پیدا کر سکتی ہے۔ یہ شعری ورثہ آج کے عہد میں دوبارہ دوہرانے کا مقصد ان کی شاعری کو مصنوعی ذہانت سے جوڑنا نہیں بلکہ ان کے ہاں موجود انسان مرکز اخلاقی شعور کو عصر حاضر کے تکنیکی بحران کے ساتھ مکالمے میں لانا ہے۔ ہوں ادا جعفری کی شاعری ان کا سرمایہ جو ادب میں یہ سمجھنے میں مدد دیتی ہے کہ مستقبل کی اصل ضرورت صرف ذہین مشین نہیں بلکہ ذمہ دار اساس اور اخلاقی انسان ہیں۔

Praveen Kannan states:

> "one of most important reasons literature still matters is its ability to help people understand human experience technology can provides information but it cannot tally captees the depth of human ..."(۲)

ہم اسے تاریخ عہد میں داخل ہو چکے ہیں جہاں انسانی ذہانت نے اپنے ہی بعض افعال کو مشینوں میں منتقل کرنا شروع کر دیا ہے۔ مصنوعی ذہانت محض ایک سائنسی تجربہ گاہوں تک محدود نہیں بلکہ روزمرہ زندگی کا حصہ بن چکی ہے۔ تحریر، ترجمہ، طب، تعلیم، صحافت، تجارت، دفاع، ابلاغ اور تخلیقی فنون تک اس کی رسائی ہو چکی ہے۔ اس صورت حال نے انسانی ترقی امکانات کو غیر معمولی پر وسیع کیا ہے لیکن ساتھ ہی انسانی وجود کے بارے میں بنیادی سوالات اُٹھاتے ہیں۔ جہاں پر اہم سوال یہ ہیں کہ مصنوعی ذہانت انسان سے زیادہ ذہین ہو سکتی ہے یا نہیں، بلکہ زیادہ اہم سوال یہ ہے کہ اگر مشین فیصلہ کرنے لگے تو فیصلہ کرنے کی اخلاقی ذمہ داری کسی کی ہو گی؟ اس طرح یہ سوال بھی اہم ہے کہ اگر مصنوعی ذہانت چند سکینڈ میں ہزاروں صفحات لکھ سکتی ہے تو کیا معلومات کی کثرت لازماً حکمت و بصیرت اور اخلاقی شعور میں اضافہ کرے گی۔

According to interaction joual of research:

> "Listening is one of the headrest thing to develop and self awareness is the key part of they precast the whole world is ......"(۳)

یہی نکتہ آگے چل کر ادب کی اہمیت کو اجاگر کرنے میں مدد معاون ثابت ہوتا ہے۔ یہ بات اپنی جگہ اہم ہے کہ ٹیکنالوجی انسان کو طاقت دیتی ہے جبکہ ادب انسان کو اس طاقت کے معنی اور اخلاقی حدود سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے

جہاں ادا جعفری کی شاعری ایک نئے تناظر میں اہم ہو جاتی ہے۔ ادا جعفری جدید اردو شاعری کی اہم ترین نسائی آوازوں میں سے ایک ہیں۔ ان کی شعری زندگی کئی دہائیوں پر محیط رہی اور ان کا پہلا شعری مجموعہ "میں ساز ڈھونڈتی رہی" ۱۹۵۰ء میں منظر عام پر آیا۔ ان کے شعری سفر میں "شہر درد، غزالاں تم تو واقف ہو، ساز سخن، حرف شناسائی اور دیگر مجموعے کے علاوہ ان کی کلیات موسم موسم شامل ہے۔ ان کے شعری سفر کی اہمیت اس امر میں نہیں کہ وہ اُردو کی ممتاز قانون شاعرہ ہیں بلکہ اس امر میں ہے کہ انھوں نے حقوق نسواں اور اس کے نبریات کے خاف، داخلی احساس، رشتوں، تنہائی اور خود آگہی کو اسے شعری لہجے میں پیش کیا جس میں احتجاج کے ساتھ تہذیبی شائستگی بھی بدرجہ اتم موجود ہے۔ جدید مطالعات بھی ان کے شعری اظہار میں شناخت وخاموشی اور مزاحمت کے ملے جلے تاثرات سے مزین ہو کر ان کے شعری کینوس کو واضح کرتے ہیں۔ موجودہ مقالے کا مقصد ثابت کرنا نہیں کہ ادا جعفری نے مصنوعی ذہانت کے بارے میں لکھا تھا یہ تاریخی طور پر ناممکن دعوی ہو گا۔ اصل مقصد یہ دیکھنا ہے کہ ان کے شعری ورثے میں موجود انسانی اور اخلاقی تصورات آج مصنوعی ذہانت کے عہد میں کس طرح نئے معنی پیدا کرتا ہے۔ ادا جعفری نے اپنے شعری سفر کو کچھ اس طرح سے لکھا:

خودنوشت میں

> "شاعری اپنی سوانح عمری ہوتی ہے اور اپنے عہد کے شب وروش کا منظر نامہ بھی۔ شعر و ادب کی دنیا میں میں نے جو شعر شروع کیا تھا وہ شدید روایتی ماحول اور قدامت پسند خاندانی پس منظر کی وجہ سے میرے لیے زیادہ ہی دشوار اور حوصلہ طلب تھا۔ عورت کے دکھ درد میں نے آنکھ کھولتے ہی دیکھے عورت کا پہلا روپ جو میں نے دیکھا وہ میری ماں کا تھا، آندھیوں میں چراغ کی لو کو اونچا اٹھنے والے ہاتھ مجھے یاد ہیں۔"[۴]

اگر اب مصنوعی ذہانت کے حوالے سے عام طور پر ایسی کمپیوٹیل صلاحیت کے طور پر سمجھا جاتا ہے جو مشینوں کو ایسے کام انجام دینے کے قابل بناتی ہے جنہیں عموماً انسانی ذہانت سے منسوب کیا جاتا ہے مثلاً زبان کو سمجھنا، نمونوں کی شناخت، پیش گوئی، فیصلہ سازی اور مواد کی تخلیق تاہم مصنوعی ذہانت کے مسئلے کو صرف تکنیکی ترقی کے زاویے سے دیکھنا کافی نہیں بلکہ اخلاقیات کے انسانی حقوق، انسانی وقار، شفافیت، انصاف، عدم فرد، رازداری اور انسانی نگرانی جیسے اصولوں کے مطابق مصنوعی ذہانت کو UNESCO نے اہمیت دی ہے۔ اس نظام نے حواس کے تحت وجود میں آیا۔ تعصبات اور عدم مساوات کو دوبارہ پیدا یا مزید شدید کر دیا ہے یہاں ایک بنیادی نکتہ سامنے آتا ہے۔ اگر مصنوعی ذہانت انسانی معاشرے کے ڈیٹا سے سیکھتی ہے تو وہ انسانی معاشرے کے تعصبات بھی سیکھ سکتی ہے لہذا یہ تصور کہ مشین چونکہ غیر انسانی ہے اس لیے لازماً غیر جانب بھی ہو گی منطقی طور پر درست نہیں۔ اگر کسی بھی معاشرے کے تاریخی ڈیٹا میں نہیں طبقے نسل زبان یا

علاقے کی بنیاد پر تعصب موجود ہے تو الگور تھم اس تعصب کو ختم کرنے کے بجائے اس نئے تکنیکی قالب میں منتقل بھی کر سکتی ہے۔ یہاں تین زاویے قابل غور ہیں معلومات کا بحران، ایثار اور طاقت کا بحران اس کے بعد اخلاقی ذمہ داری کا بحران قابل ذکر ہیں۔ کریپٹو اے آئی کے دور میں چھوٹی معلومات تیار کرنا پہلے سے کہیں آسان ہو گیا ہے مسئلہ صرف جھوٹ کی پیداوار نہیں بلکہ جھوٹ کو سچ کی طرح پیش کرنے کی صلاحیت ہے۔ ایک مصنوعی تصویر، مصنوعی آواز یا مصنوعی وڈیو اگر حقیقی معلوم ہو تو انسانی معاشرے میں اعتماد کی بنیاد متاثر ہوتی ہے جب انسان یہ طے نہ کر سکے کہ وہ جو دیکھ یا سن رہا ہے وہ حقیقی ہے یا مصنوعی تو اعتماد کمزور پڑنے لگتا ہے اور امن صرف جنگ نہ ہونے کا نام نہیں۔ امن اعتماد انصاف مکالمے اور باہمی احترام کا نام بھی ہے۔ اس لیے مصنوعی ذہانت کے ذریعے غلط معلومات کی بڑے پیمانے پر ترسیل امن کے لیے ایک سنجیدہ خطرہ بن سکتی ہے۔ اقوام متحدہ بھی مصنوعی ذہانت کے ذریعے پھیلنے والی غلط معلومات اور اس کو امن و سلامتی پر اثرات کو اہم گردانتے ہوئے تنبیہ کیا ہے۔ According to Akshay Badkar:

> "Artificial Intelligence performs tasks that usually require human intelligence, such as recognize patters, understanding language and making predictions. It is already used in Froud detection recompletions, customer supports health save and workplace sifted similarly this system can save time and handle more data than a person could alone. The can also make mistakes perpetuate bias is in this thing data and can raised privacy and job caucus"(۵)

بقائے امن، جنگ کی عدم موجودگی یا انسانی رشتوں کی حفاظت، بقائے امن کو اگر صرف جنگ بندی کے معنی میں لیا جائے تو اس تصور کی معنوی وسعت محدود ہو جاتی ہے۔ حقیقی امن اس وقت پیدا ہوتا ہے جب انسان دوسرے انسان کے وجود آزادی، عزت اور حق اختلاف کو تسلیم کرتا ہے۔ اس لیے امن کی بنیاد تین عناصر پر رکھی گئی ہے یا جا سکتی ہے۔ انصاف، انسانی وقات، باہمی اعتماد اگر ان میں سے کوئی عنصر ختم ہو جائے تو امن کا تصور کمزور ہو جاتا ہے۔ مصنوعی ذہانت اس تناظر میں دو متضاد امکانات رکھتی ہے۔ ایک طرف یہ جنگ بندی کی نگرانی اور انسانی امدادی سرگرمیوں میں ممکنہ فوائد کی نشاندہی کرتی ہے۔ تو دوسری طرف یہی ٹیکنالوجی غلط معلومات نگرانی، امتیاز اور طاقت کے ارتکاز کے ذریعے بن سکتی ہے لہذا سوال ٹیکنالوجی کے اچھا یا برا ہونے کا نہیں بلکہ اس کے اخلاقی استعمال اور نظام کا ہے یہی اخلاقی سفارش

UNESCO کے لیے پر امن منصفانہ اور باہم مربوط معاشروں کو ایک بنیادی قدر قرار دیا گیا ہے اور اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ اے آئی کے نظام انسانوں کو تقسیم کرنے یا ان کے آزادانہ فیصلے کی صلاحیت کو کمزور کرنے کا ذریعہ نہ بنیں۔ لیکن نظم کے پیچھے موجود انسانی زندگی، محرومی، امید، خوف، محبت اور موت کا شعور ایک الگ مسئلہ ہے، یہ فرق ادب اور مصنوعی ذہانت کے درمیان بنیادی فکری فاصلے کی نشاندہی کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ جسے ادا جعفری کے انسانیت اور معراج انسان کی نشاندہی نیز امید اور رجائیت کے پیغامات سے سمجھنے کے لیے کوشش کی جائے گی۔ جس کے متعلق ڈاکٹر افتخار عارف لکھتے ہیں:

> "ان کی شاعری میں کلاسیکی شعری روایت اور جدید شعری حسیت کا ایک خوب صورت امتزاج پایا جاتا ہے۔ عصری شعری منظر نامے میں ہماری شاعرات کے تسلسل اور تنوع کے صحیح جوہر کو سمجھنے کے لیے ہمیں ادا جعفری کی شعری کائنات سے آگہی ضروری ہے کہ وہ تاریخ اعتبار سے اس تخلیقی سفر کا نقطہ آغاز گردانی جاتی ہیں۔"[٦]

ادا جعفری کے شعری وژن میں سب سے اہم پہلو انسانی شخصیت کی داخلی حرمت ہے، ان کے ہاں عورت محض محبوبہ، بیوی یا ماں کی روایتی کردار میں محدود نہیں رہتی بلکہ ایک ایسے شعوری وجود کے طور پر سامنے آتی ہے جو اپنے احساس، دکھ سوال اور شناخت کی حامل ہے یہی تصور موجودہ ڈیجیٹل عہد میں مزید اہم ہو جاتا ہے۔ مصنوعی ذہانت کے الگورتھم اگر انسانوں کے بارے میں فیصلے کرنے لگیں تو ایک خطرہ تو ایک خطرہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ انسان کو ڈیٹا پوائنٹ میں تبدیل کر دیا جائے یہاں انسان کا کردار محض صارف کے طور پر بنتا ہے۔ تجارياتی امکانات الگورتھم ساخت کے حامل بن جاتے ہیں لیکن ادب ہمیں اس بات کی نشاندہی کراتا ہے کہ انسان اعداد و شمار نہیں بلکہ ایک تجربہ، انسان ایک کہانی ہے۔ انسان ایک داخلی دنیا ہے۔ ادا جعفری کی شاعری میں یہی داخلی دنیا اہمیت رکھتی ہے۔ ان کے شعری سفر میں محبت، تنہائی، یاد، دکھ، امید اور تعمیر نو جیسے موضوعات بار بار سامنے آتے ہیں۔ ان کے پہلے شعری مجموعے کے دستیاب متن میں بیزاری، قافلے اور میں ساز ڈھونڈتی رہی جیسے عنوانات ملتے ہیں۔ اس لیے ادا جعفری کو آج پڑھنے کا ایک ممکنہ طریقہ یہ ہے کہ ان کے ہاں موجود انسانی مرکزیت کو مصنوعی ذہانت کی الگورتھم مرکزیت کے مقابل رکھا جائے۔ مثلاً وہ لکھتی ہیں:

چہروں کا رنگ دیکھ نگاہوں کی بات سن
وہ بے زباں نہیں جو تیرے ہم زباں نہیں[7]

اگر غور کیا جائے تو مشین ذہین انسان غیر ذمہ دار مصنوعی ذہانت کے موجودہ مباحث میں اکثر توجہ اس سوال پر مرکوز دیتی ہے کہ مشین کتنی ذہین ہے لیکن میرے نزدیک زیادہ اہم سوال یہ ہے مشین جتنی زیادہ طاقتور ہوتی جائے گی انسان کی اخلاقی ذمہ داری کتنی زیادہ بڑھے گی۔ یہ سوال اس لیے اہم ہے کہ مصنوعی ذہانت تو اخلاقی فاعل نہیں بلکہ اس کو بنانے ترتیب دینے استعمال کرنے اور اس کے نتائج سے فائدہ اٹھانے والے انسان ہیں اگر الگورتھم امتیازی نتیجہ پیدا کرتا ہے تو ذمہ داری الگورتھم پر نہیں ڈالی جاسکتی۔ اگر جعلی بغیر مصنوعی ذہانت سے تیار کی جاتی ہے تو مشین کو اخلاقی مجرم قرار دیا جاسکتا۔ اگر کسی ٹیکنالوجی کا غلط استعمال ہوتا ہے تو بنیادی سوال پھر انسان ہی کی طرف واپس آتا ہے لہٰذا مصنوعی ذہانت کا اخلاقی بحران دراصل انسان ذمہ داری کے بحران کا نیا روپ ہے کی سفارش بھی انسانی نگرانی شفافیت UNESCO انصاف اور انسانی حقوق کو مصنوعی ذہانت کی اخلاقی حکمرانی کا مرکز بناتی ہے یہاں ادا جعفری کا شعری ورثہ ایک بنیادی اخلاقی سبق فراہم کرتا ہے۔ انسانی احساس کو طاقت سے الگ نہیں کیا جاسکتا۔ بس طاقت میں احساس نہ ہو وہ جبر پیدا کرسکتی ہے اور جس ذہانت میں اخلاقی ذمہ داری نہ ہو وہ تباہ کن بھی ثابت ہوسکتی ہے۔

ادا جعفری کی شاعری کا ایک اہم پہلوان کا مزاحمتی انداز فکر ہے۔ ان کی شاعری ہی خواتین کے شعور کو شناخت، خاموشی اور مزاحمت کے تناظر میں پڑھا گیا ہے۔ ایک حالیہ تقابلی مطالعہ یہ نتیجہ پیش کرتا ہے کہ ادا جعفری کے ہاں مزاحمت کا انداز نسبتاً دانائی اور لطف ہے جب کہ بعض دوسری پاکستانی شاعرات کے ہاں یہی مزاحمت زیادہ علانیہ شکل اختیار کرتی ہے۔ مصنوعی ذہانت کے تناظر میں یہ پہلو غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے کیونکہ الگورتھم خود بخود غیر جانب دار نہیں ہوتے۔ اگر تربیتی ڈیٹا میں عورت کو ثانوی حیثیت دی گئی ہو تو مصنوعی ذہانت بھی اس عدم تحفظ دوبارہ پیدا کرسکتی ہے۔ ملازمت کے انتخاب میں تعصب چہرے کی شناخت میں مختلف گروہوں کے ساتھ غیر مساوی درستگی زبان کے ماڈلز میں صنفی دقیانوسی تصورات ڈیجیٹل تشہیریں محض طبقات کی ترجیح اور خودکار فیصلہ سازی میں پوشیدہ امتیاز یہ سب اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ ٹیکنالوجی معاشرے سے بات میں بنتی بلکہ معاشرے کے اندر بنتی ہے۔ لہٰذا اگر معاشرہ غیر مساوی ہے تو ٹیکنالوجی بھی غیر مساوی ہے یہی وجہ ہے کہ ادا جعفری کے نسائی شعور کو محض ادبی تاریخ کا موضوع سمجھنا کافی نہیں۔ یہ آج کے الگورتھم معاشرے میں نمائندگی، شناخت اور انصاف کے سوالات سے بھی بڑ جاتا ہے۔

مثلاً وہ لکھتی ہیں: نظم "دل ضدی ہے"

اس کو کچھ نہ کہو
آئینوں سے چہرے مانگے
اور ناکام پھرے
چہروں میں آئینے ڈھونڈے اور بدنام رہے

زخموں کی تپش سہتا ہے
کرچی کنکر کاٹے چن کر
جانے کن لہروں میں رہتا ہے رہ لینے دو (۸)

ادب بمقابلہ مصنوعی ذہانت دیکھا جائے تو کوئی شعر یا جملہ مصنوعی ذہانت سے جتنا ہیprompt یا ہدایت دے کر لکھوایا جائے مشین کبھی بھی مصنف شاعر فن کار بن سکتی ہے؟ اگر شاعری صرف الفاظ کی ترتیب کا نام ہے تو مصنوعی ذہانت بلاشبہ شاعری پیدا کر سکتی ہے لیکن شاعری الفاظ کی ترتیب کا نام ہے تو مصنوعی ذہانت بلاشبہ شاعری پیدا کر سکتی ہے لیکن اگر شاعری کو سمجھیں تو اس میں لفظ، تجربہ احساس و شعور، ثقافت اور انسانی یاداشت کا مجموعہ ہے تو معاملہ پیدا ہو جاتا ہے۔ ادا جعفری کی شاعری اس پیچیدگی کو سمجھنے میں مدد دیتی ہے۔ ان کی شاعری محض انسان کی زبان کے کسی پر کام نہیں کرتی بلکہ ذاتی تجربے اور تہذیبی شعور کے امتزاج سے تشکیل پاتی ہے۔ یہاں شاعری پیدا کرنے اور شاعری پینے کے درمیان فرق کرنا ہو گا۔ مصنوعی ذہانت کسی غم پر نظم لکھ سکتی ہے مگر اس غم سے گزرنا ایک الگ انسانی تجربہ ہے۔ مصنوعی ذہانت تنہائی کے الفاظ ترتیب دے سکتی ہے مگر تنہائی میں رات گزارنا انسانی وجود کا مسئلہ ہے یہی فرق ادب کو محض مواد بنانے سے روکتا ہے۔ مثلاً:

اب کے صبا کی نرم مزاجی کو کیا ہوا؟
بکھرے پڑے ہیں تازہ شگوفے ہواؤں میں (۹)

اس طرح ایک اور جگہ لکھتی ہیں:

ویرانیاں دلوں کو بھی کچھ کم نہ تھیں ادآ
کیا ڈھونڈنے گئے ہیں مسافر خلاؤں میں (10)

ڈیجیٹل عہد میں انسان کے رشتوں کا بیان جو محض کاغذی بحران مصنوعی ذہانت کے پھیلاؤ کے ساتھ انسانی تعلقات کی نوعیت بھی تبدیل ہو رہی ہے۔ سوشل میڈیا چیٹ بوٹس اور الگورتھمک سفارشات نے خطرہ امکانات کا بارہا نشاندہی کی ہے، انسان انسان سے تعلق رکھنے کے بجائے مشینوں سے تعلق رکھنے کے عادی ہو جائیں گے؟ اگر انسان اپنے جذبات فیصلوں، تعلیم مشورے اور تخلیق کے لیے مسلسل مشین پر انحصار کرنے تک تو انسانی خود مختیاری متاثر ہو سکتی ہے۔ یہاں ادا جعفری کی شاعری میں موجود رشتوں کی اہمیت اور داخلی اساس کی اہمیت ایک اخلاقی متابدل پیش کرتی ہے۔ ان کے ہاں انسانی تعلق محض معلوماتی رابطہ نہیں بلکہ جذباتی اور تہذیبی تجربہ ہے۔ مصنوعی ذہانت انسان کو جواب دے سکتی ہے

لیکن ادب انسان کو سوال کے ساتھ زندہ رہنے کا حوصلہ دیتا ہے۔ یہ فرق بنیادی ہے کیونکہ انسان زندگی کے تمام مسائل کا جواب فوری طور پر حاصل کرنا ضروری نہیں بعض سوالات انسان کو بہتر انسان بنانے کے لیے ضروری ہوتے ہیں۔ مثلاً وہ سوچنے پر اکساتے ہوئے لکھتی ہیں:

ستارے کیا کہ یہاں دشت ماہ تاب بھی ہے

ہماری آنکھ ہے کتنے ہنر چھپائے ہوئے (11)

ادا جعفری کی شاعری کو مصنوعی ذہانت کے دور میں پڑھتے ہوئے۔ یاکے بنادی اخلاقی اصولوں اخذ اکیے جاسکتے ہیں مثلاً تخلیقی ضوابط نیز زندگی اور اس کے متعلقات انسانی وقار جو ڈیٹا میں کرنا نہیں بلکہ اس کی زندگی کو بہتر بنانا ہونا چاہیے۔ پہلا اصول جو اخلاقی سبق کے قریب ہے وہ فیصلہ سازی ہے جو محض اعداد و شمار نہیں بلکہ انسانی دکھ محرومی، جذبات، نفسیات کو بھی اہمیت دینا ضروری ہے۔ اس طرح وہ عرض حال میں لکھتی ہیں:

مسافر لمحہ چوکھٹ پر کھڑا ہے
میں اتنا تو جبین و قت پر تحریر کر جاؤں
عناصر سے ابھی انسان بڑا ہے (12)

ان سارے بنیادی مباحث کو سمجھنے کا بنیادی راستہ مکالمہ ہے مصنوعی ذہانت کو انسانوں کے درمیان نفرت پھیلانے کے بجائے فہم تعلیم اور مکالمے کو مضبوط کرنے کے لیے استعمال ہونا چاہیے۔ اس طرح ان کے ہائیکو "التماس" میں لکھتی ہیں:

ہیں رکو نہیں
یہ سارے خواب تتلیوں سے ہیں
انھیں چھوڑو نہیں (۱۳)

یہاں ایک اہم سوال اٹھتا ہے کیا ادا جعفری کی شاعری یا کوئی بھی ادبی متن مصنوعی ذہانت کے خطرات کا عملی حل فراہم کر سکتا ہے؟ اس کا جواب ہے نہیں ادب الگورتھم نہیں بنا سکتا، سائبر سیکورٹی کا نظام نہیں تباہ کر سکتا قانون سازی نہیں کرتا اور ٹیکنالوجی کی تکنیکی خامیوں کو خود بخود دور نہیں کرتا لیکن اس کے باوجود غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے کیونکہ ٹیکنالوجی ہمیں بتاتی ہے کہ ہم کیا کر سکتے ہیں؟ اخلاقیات اور ادب ہمیں یہ سوال کرنے پر مجبور کرتا ہے کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ یہ

دونوں سوال ایک دوسرے کے متبادل نہیں لہذا ادا جعفری کا شعری ورثہ مصنوعی ذہانت کا تکنیکی حل نہیں بلکہ اس کے خطرات کو سمجھنے نیز ان کے شعری ورثہ یہ سوال کرنے پر اکساتا ہے۔ یہ فرق واضح رکھنے کی ضرورت ہے ورنہ ادبی مطالعہ محض جذباتی موازنہ بن کر رہ جائے گا۔ اس طرح نظم "کیوں: "

تم تو اس عہد کے انساں ہو جسے!
وادی مرگ میں جینے کا ہنر آتا تھا
مدتوں پہلے بھی جب رخت سفر باندھا تھا
تم نے معصوم جسارت کی تھی
اک تمنا کی عبارت کی تھی(14)

اس موضوع کی اہم جہت یہ بھی ہے کہ اُردو ادب مصنوعی ذہانت کے ساتھ محض ڈیجیٹلائزیشن کے تناظر میں نہ بڑھا جائے بلکہ اخلاقی ٹیکنالوجی تناظر میں بھی بڑھا جائے۔ اگر ادبی تاریخ انسان روایتی، رواداری و انصاف اس محبت عورت کی خود آگہی طبقاتی تفاوت جبکہ ہجرت شناخت کی ایک طویل تربیت موجود ہے۔ فرق یہ ہے کہ مصنوعی ذہانت کے عہد میں اس معلومات پر ریاست، ادارے اور میڈیا کی اجارہ داری ختم ہو چکی ہے۔ اب الگور تھم معلومات کے بہاؤ و تشکیل دے رہے ہیں۔ پہلے پروپگینڈہ مخصوص پیمانے پر پھیلتا ہے اب مصنوعی ذہانت اسے بڑے پیمانے پر پھیلا رہی ہے لہذا اخلاقی نگرانی اور شفافیت کے فروغ کی ضرورت پیش آتی ہے۔ مصنوعی ذہانت تو امن کی ضمانت ہے نہ جنگ کی بلکہ اس کے اثرات انسانی اقدار، سیاسی مفادات اور استعمال کے طریقہ کار پر منحصر ہے۔ ادا جعفری کے شعور اور شاعری کو پڑھنے سے براہ راست اس عہد کے اخلاقی مسائل کو سمجھنے میں آسانی ملے گی۔ مثلاً:

تم جی کے بھید کہو نہ کہو
اک ان مٹ دھیان جگا رکھو
تمھیں ایک دیا ہی کافی ہے
ہاں اس کی لو اونچی رکھنا)ا(15)

اس طرح وہ اپنی نظم ہم نے خواب دیکھے تھے میں لکھتی ہیں:

ہم نے خواب دیکھے تھے
وہ عجیب موسم تھا
ہم نے کورے کاغذ پر
اپنے خواب لکھے تھے
ہم نے خواب دیکھے تھے
ان کہی کہانی کے
حرف سب دعا کے تھے
درد کے بلاوے تھے
دل کی حکمرانی تھی
دور افق کناروں تک
رہ گزر ہماری تھی
ان گنت زمانوں میں
سانس لے رہے تھے ہم
اجنبی جزیروں پر نقش پا ہمارے تھے
زندگی کا ہر منظر
لمحہ لمحہ جاگا تھا
پہلی بار بھی ہم نے
زندگی کو دیکھا تھا
روز وشب کے میلے میں
خواب ہی تو سچے تھے
خواب ہی تو سچے ہیں(16)

ادب ٹیکنالوجی کا متبادل اس لیے بلکہ ٹیکنالوجی اخلاقی استعمال کے لیے فکری اور انسانی بصیرت فراہم کرنے والا شعبہ ہے۔ بقائے امن کے لیے اس کو اس طرح سے بروئے کار بنایا جاسکتا ہے کہ ایسی مشین بنالی جائیں جو تعلیم مکالمے، امداد، ثقافتی تنوع اور باہمی تفہیم کے لیے موجود رہیں۔ ادا جعفری کا شعری ورثہ دراصل اہم اس لیے ہے کہ ان کی شاعری میں ہمیں کسی تکنیکی حل کا نسخہ نہیں ملتا وہ ہمیں انسان کی طرف واپس لے جاتی ہیں۔ یہ وہ انسان ہے جو احساس یاد اور رشتوں کو

جوڑنے پر یقین رکھتا ہے۔ دراصل اگر اسے اپنے فائدے کے تابع کر کے استعمال کیا جائے تو یہ درست ہے اور اگر انسان اس کا غلام ہے تو یہ غلط ہے اگر بقائے امن ہماری اجتماعی منزل ہے تو ہمیں اس کے نقوش ادا جعفری کے شعری ورثے کی معاصر معنویت کو انسانی ذات کی معراج میں تلاش کرنا ہو گا۔ کیونکہ ان کی آواز ٹیکنالوجی کے شعور میں انسانی آواز جو روح سے جڑی ہے جس کی بنیادی انسانیت درد دل وفاداری جذبہ ایمان سے مزین ہے اس کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔ ذہین مشینوں کے ساتھ ذہین انسان پیدا کرنا ضروری ہے کیونکہ بلآخر یہ سب کسی الگورتھم سے نہیں بلکہ انسانی شعور اور انسانی ذمہ داری سے قائم ہو گا۔

حوالہ جات

۱۔ باقر نقوی، مصنوعی ذہانت ایک نیا فکری تناظر، ناشر ادارہ اکادمی بازیافت، فروری ۲۰۰۶ء، ص ۱۴۹

2. Perareen Kannan, Ardant language trainer, w.w.w linkdin.com

3. Rani G Mercy. "The Affect of Technology on literature" international journal of research. (JJR)09,no10 October 2022.136.141, hattps://ijr.journal.com/iedes.php/ijr/article/view/701

۴۔ شاہد حسن، پاکستانی ادب کے معمار ادا جعفری شخصیت اور فن، ۱۹۹۰ء، ص ۵

5. Akshay Bhaskar, advantages and disadvantage of artificial intelligence simplilearn.com,last modified 6, 2026

6. https://www.tableau.com last modified august 2026

7. Perareen Kannan, Ardant language trainer, w.w.w linkdin.com

۸۔ ادا جعفری، غزالاں تم تو واقف ہو، غالب پبلشرز، لاہور، ۱۹۸۲ء، ص ۲۹

۹۔ ایضاً، ص ۳۶

۱۰۔ ایضاً، ص ۸۷

۱۱۔ ادا جعفری، حرف شناسائی، مکتبہ جامعہ نئی دہلی، ۱۹۹۹ء، ص ۵۵

۱۲۔ ایضاً، ص ۸۲

۱۳۔ ایضاً، ص ۸۱

۱۴۔ ایضاً، ص ۱۰۶

۱۵۔ ایضاً، ص ۶۰۔۶۱

۱۶۔ ایضاً، ص ۶۰

References:

1. Baqar Naqvi, Masnui Zahanat: Aik Naya Fikri Tanazur, Nashir: Idara Academy Bazyaft, February 2006, p. 149.

2. Perareen Kannan, "Ardant Language Trainer," LinkedIn, www.linkedin.com.

3. Rani G. Mercy, "The Affect of Technology on Literature," International Journal of Research (IJR), vol. 9, no. 10, October

2022, pp. 136–141, https://ijr.journal.com/iedes.php/ijr/article/view/701.
4. Shahid Hasan, Pakistani Adab ke Memar: Ada Jafri, Shakhsiyat aur Fan, 1990, p. 5.
5. Akshay Bhaskar, "Advantages and Disadvantages of Artificial Intelligence," Simplilearn.com, last modified 6, 2026.
6. Tableau, https://www.tableau.com, last modified August 2026.
7. Perareen Kannan, "Ardant Language Trainer," LinkedIn, www.linkedin.com.
8. Ada Jafri, Ghazalan Tum To Waqif Ho, Lahore: Ghalib Publishers, 1982, p. 29.
9. Ibid., p. 36.
10. Ibid., p. 87.
11. Ada Jafri, Harf-e-Shanasaai, New Delhi: Maktaba Jamia, 1999, p. 55.
12. Ibid., p. 82.
13. Ibid., p. 81.
14. Ibid., p. 106.
15. Ibid., pp. 60–61.
16. Ibid., p. 60.